Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

دوسری گواہی

محمد زبیر سلیمانی

دل کا موسم اس وقت سہانا اور مست ہوتا ہے جب ہر سو محبتوں کے پھول کھلے ہوں... لیکن پیار کی بہار کے ساتھ دولت کی آکاس بیل پروان چڑھنے لگے تو پھر دل کی سرزمین بنجر ہو جاتی ہے... مکین و مسکن میں ویرانیوں کا راج بڑھنے لگتا ہے... ایک ایسی جفاگزیدہ کہانی... ایک طرف مال و زر کی چکا چوند تھی... تو دوسری جانب یہی دولت موت کے خواہش مند کے لیے جینے کی امنگ تھی... بھوک... پیار اور ہوس گزیدوں کی یکجائی سے جنم لینے والی کہانی...

جھوٹ اور سچ کی گواہی کے درمیان پل پل رنگ بدلتے وقت کا انوکھا فیصلہ...

سارے شہر کی خاک چھان لینے کے بعد ہاشم ستانے کے لیے لاری اڈے کی ایک ٹوٹی ہوئی بینچ پر بیٹھ گیا۔ سامنے استاد مٹھو خان کا چائے کا ڈھابا تھا۔

"کیسے ہو ہاشم؟" وہ چائے دانی میں چائے انڈیلتے ہوئے بولا۔

"جس حال میں دیکھ رہے ہو ویسا ہی ہوں۔" ہاشم نے جماہی لیتے ہوئے جواب دیا۔

"کوئی کام ملا؟"

www.urdupalace.com

''نہیں یار، کوئی کام نہیں ملا۔'' وہ مایوسی سے بولا۔

''چائے پیے گا؟'' مٹھو نے سوال کیا۔

''پیسے نہیں ہیں یار، کل سے سائیں کرم دین کے مزار پر جاؤں گا، وہاں تھوڑا بہت کام مل جاتا ہے۔ جب پیسے ہوں گے تو میں پچھلا ادھار بھی چکتا کردوں گا۔'' یہ کہہ کر وہ دور خلاؤں میں گھورنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد چھوٹی سی پیالی میں بھاپ اُڑاتی چائے اس کے سامنے آگئی۔ چائے پینے کے بعد وہ اپنے فلیٹ کی جانب روانہ ہوگیا۔

ہاشم ایک پڑھا لکھا نوجوان تھا۔ اس کا باپ ایک بینک میں کلرک تھا، اچھی خاصی تنخواہ تھی پھر بینک والوں نے گولڈن ہینڈ شیک کے تحت چند لاکھ روپے دے کر اس کو بینک سے فارغ کر دیا۔ اس کے باپ نے وہ پیسا کاروبار میں لگایا۔ ایک ماہ کے اندر کاروبار فلاپ ہوگیا اور اس کا سارا پیسا ڈوب گیا، اس ناکامی کا غم اس کا باپ برداشت نہ کرسکا اور ایک رات ہارٹ فیل ہوجانے کے باعث چل بسا۔ ماں پہلے ہی شوگر کی مریضہ تھی وہ مناسب علاج نہ ہونے کے باعث فالج کے حملے کا شکار ہو کے راہی عدم ہوئی، اس طرح صرف دو سال کے عرصے میں اس کے ماں باپ دنیا چھوڑ گئے اور وہ اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گیا۔ صرف ایک چچا تھا جو اپنے بچوں کی کفالت سے بھی نالاں تھا۔ اس نے ہاشم کی تنہائی اور غربت دیکھتے ہی آنکھیں پھیر لیں۔ پھر ہاشم نے دو تین جگہوں پر ملازمت کی کوشش کی مگر دیگر پڑھے لکھے لوگوں کی بدحالی دیکھ کر وہ سرکاری یا پرائیویٹ جاب کے بجائے چھوٹے موٹے کام کرنے لگا۔ کرایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے پہلے والا گھر چھوڑنے کے بعد اب وہ ایک انتہائی بدحال علاقے کے ایک سیلن زدہ فلیٹ کے ایک ایسے کمرے میں رہنے لگا جس میں پہلے ہی سے تین بدقماش قسم کے لوگ رہتے تھے۔

چھوٹے موٹے کام کرتے کرتے اس کو خیال آیا کہ کیوں نہ ٹیوشن سینٹر کھول لیا جائے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے نسبتاً اچھے علاقے میں ایک کمرا کرائے پر لیا اور باہر بورڈ لگوادیا جس پر جلی حروف میں لکھا تھا ٹیوشن سینٹر۔ کلاس 5th سے 10th تک کے طلبا و طالبات کے لیے۔

کام سے آتے ہی وہ اس ٹیوشن سینٹر میں بیٹھ جاتا۔ اس طرح چھ دن گزر گئے مگر کوئی بھی بچہ ٹیوشن پڑھنے نہ آیا مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔ 15 دن بعد اس کے پاس دو اسٹوڈنٹ آئے، ان کی فیس اس کے حساب سے 2 ہزار روپے بنتی تھی مگر انہوں نے 500 روپے فی طالب علم کے حساب سے داخلہ لے لیا۔ وہ تقریباً چھ دن تک آتے رہے ساتویں دن سے اُن کا آنا بند ہوگیا۔ اس کے بعد اس ٹیوشن سینٹر میں مزید کوئی اسٹوڈنٹ نہیں آیا۔ ہاشم نے ایک ماہ مکمل ہونے پر ٹیوشن سینٹر بند کر دیا۔ اب اس کے دماغ میں کہانی نویس بننے کا خیال آیا۔ لہٰذا اس نے ایک کہانی لکھنی شروع کردی۔ دو دن میں کہانی مکمل کرنے کے بعد وہ کہانی ایک ایڈیٹر کے پاس لے گیا۔ ایڈیٹر نے کہانی کے پہلے دو صفحات پڑھے۔ اکتا کر ہاشم کی جانب دیکھا اور کہا۔

''بیٹا کوئی اور کام کرو، کہانی لکھنا تمہارے بس کی بات نہیں۔'' ہاشم نے اس کو یوں دیکھا جیسے اس کے ایڈیٹر ہونے پر شک ہو۔

''جناب عالی! آپ نے پوری کہانی پڑھی نہیں اور فیصلہ سنا دیا۔ میرا تو خیال ہے کہ اس کہانی پر فلم بھی بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ یہ سید نور جیسے فلم ساز کے ہاتھ لگ جائے۔'' ہاشم رائے دینے والے انداز میں بولا۔

''تو پھر آپ یہ کہانی سید نور کے پاس لے جائیے۔'' ایڈیٹر بیزاری سے بولا۔ ''اور ہاں جاتے ہوئے دروازہ بند کر دینا۔'' یہ کہہ کر وہ ایڈیٹر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ ہاشم نے بے بسی سے ایڈیٹر کو دیکھا جو شریفانہ انداز میں اس کو کمرے سے نکلنے کا کہہ رہا تھا۔ پھر وہ جاتے ہوئے دروازہ بند کر کے نیچے سڑک پر آ گیا۔ اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہانی لکھی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ کہانی پڑھتے ہی ایڈیٹر چونک اٹھے گا۔ اس کے ساتھ معقول تنخواہ پر معاہدہ کرلے گا مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ اس نے کہانی کے صفحات کو پُرزے پُرزے کیا اور قریبی ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔

شام کو وہ اپنے دوست مٹھو کے ڈھابے پر تھا۔

''تم نے بڑی جلدی ہمت ہار دی پیارے، ہوسکتا ہے وہ کہانی کسی اور رسالے میں چھپ جاتی مگر تم نے کہانی ہی ضائع کردی۔ خیر جو ہوا بہتر ہوا، لو چائے پیو۔'' یہ کہہ کر مٹھو خان نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھا دیا۔

''مٹھو استاد کوئی بزنس بتا۔ حال بہت خراب ہے یار، بمشکل دو وقت کا کھانا کھا سکتا ہوں، اس طرح تو زندگی نہیں گزر سکتی۔'' ہاشم چائے کا ایک ہلکا سے گھونٹ لے کر بولا۔

''کوئی چھوکری پھنسا۔ پیسے والی ہو، چھوکری نہ ہو تو

www.urdupalace.com

کوئی بیوہ ہو۔ ایمان سے زندگی بن جائے گی تیری۔ ایک نہیں دو ڈھونڈ نا، ایک میرے لیے بھی۔'' یہ کہہ کر مٹھو اپنے گنجے سر کو کھجلانے لگا۔

''نہ اپنے پاس موبائل ہے، نہ گاڑی ہے، یہ کام میرے بس کا نہیں۔ اتنے پھکو آدمی سے تو کوئی 50 سالہ بیوہ بھی شادی نہیں کرے گی یار...... اچھا یار میں چلا۔'' چائے کا کپ ایک طرف رکھا اور اپنے فلیٹ کی جانب چل دیا۔

اس رات اپنے بستر پر جاتے ہی اس نے کسی ایسے کام کے بارے میں سوچنا شروع کردیا جو کم پیسے سے شروع ہو اور جلد ہی منافع بخش کاروبار بن جائے مگر کافی سوچ بچار کے باوجود ایسا کوئی بھی کام اس کے ذہن میں نہ آسکا اور پھر وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

اگلے روز وہ جاگا تو سر میں شدید درد کا احساس ہوا۔ اس کے سرہانے ایک میز پر کچن کا مختصر سا سامان رکھا تھا۔ آج تو اس کی جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں تھی اور سر میں درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ وہ کچھ دیر تک یونہی لیٹا رہا پھر بغیر دودھ کے اس نے چائے بنائی اور معدے میں انڈیلنے کے بعد وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا۔

نجانے کب تک وہ یونہی آوارہ گردی کرتا رہا۔ اس نے اپنی زندگی کا جائزہ لیا تو احساس ہوا کہ وہ تو اس دنیا میں بالکل بے قیمت آدمی ہے۔ نہ کوئی خونی رشتہ نہ کوئی چاہنے والا، نہ گھر، نہ کوئی بزنس سب زیرو۔ کیا فائدہ اس وجود کا۔ یہ سوچ کر اس نے خودکشی کا ارادہ کرلیا پھر یہ سوچنا شروع کیا کہ موت کا کون سا طریقہ سب سے آسان رہے گا پھر اس کو خیال آیا کہ قریب ہی ایک نہر بہہ رہی ہے جس کی گہرائی بارہ فٹ سے زیادہ ہے کیوں نہ پل پر کھڑے ہو کر اس میں چھلانگ لگائی جائے یہ سوچ کر اس نے نہر کا رخ کیا۔ پندرہ منٹ بعد وہ پل پر کھڑا تھا، اس کے نیچے نہر کا گدلا پانی رواں دواں تھا۔ اس نے آس پاس گزرتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھا۔ پھر وہ پل کے کنارے بنی ہوئی ریلنگ پر چڑھنے لگا۔ دو تین اسٹیپ چڑھنے کے بعد وہ خود کو نہر کے حوالے کرنے کے قریب تھا یکایک کسی نے اس کو گدی سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اس کے سامنے ایک خوبرو نوجوان کھڑا تھا جو لگ بھگ پینتیس سال کا تھا۔ وہ ہاشم کو تقریباً گھسیٹتا ہوا اپنی گاڑی تک لایا اور اس کو اگلی سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

ہاشم کے لیے یہ سب غیر متوقع تھا۔

''خودکشی کا پروگرام تھا کیا؟'' نوجوان نے اس کی طرف ایک نظر دیکھ کر سوال کیا۔

''جی ہاں، مگر تم نے مجھے کیوں روکا؟'' ہاشم نے پوچھا۔

''روکا نہیں، کچھ مہلت دی ہے۔ تم ٹھیک کررہے تھے یہ دنیا واقعی رہنے کے قابل نہیں مگر مرنے سے پہلے ایک کام کرتے جاؤ۔ میں اس کام کے بدلے تمہیں تین دن تک تمہاری مرضی کی زندگی گزارنے کا موقع دوں گا۔ اس تین دن میں تم بے شک لاکھوں روپے خرچ کر ڈالو، مجھے کوئی پروا نہیں ہوگی۔ چوتھے دن تم میرا ایک خاص کام کرو گے اس کے بعد موت خود بخود تمہارے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔ اگر میں تمہیں بروقت نہ بچاتا تو اس وقت تم کئی فٹ گہرے پانی میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہوتے، میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟''

''جی، بالکل ایسے ہی ہورہا ہوتا۔'' ہاشم نے جواب دیا۔ اجنبی دوبارہ گویا ہوا۔

''تمہارا لباس، تمہارے جوتے اور تمہاری شکل بتا رہی ہے کہ خودکشی کی وجہ تمہاری غربت ہے، ہے ناں یہی بات؟'' اجنبی نے سوال کیا۔

''جی بالکل یہی بات ہے۔ جب مجھے اپنے اور گلی میں گھومنے والے کتے میں کوئی فرق نظر نہیں آیا تو میں نے موت کو گلے لگانے کا فیصلہ کرلیا۔''

نوجوان کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔ ''مجھے رضوان کہتے ہیں اور میں اس ملک کی ایک بہت بڑی ماڈل گرل کا خاوند ہوں، یہ گاڑی اسی کی دی ہوئی ہے۔ ابھی میں تمہیں ایک عالی شان محل میں لے جاؤں گا وہ بھی اسی کا خریدا ہوا ہے۔ تم اگر گلی میں گھومنے والے کتے ہو تو میں اس کی زنجیر سے بندھا ہوا بُل ڈاگ ہوں۔ ہم دونوں ایک جیسے ہیں ہاہاہاہا۔''

وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔ پھر خاموش ہوگیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاشم کو ایک نظر دیکھا پھر اپنی نظریں ونڈ اسکرین پر لگادیں اور بولا۔ ''کتنے دنوں سے کھانا نہیں کھایا تم نے؟''

''آج دوسرا دن ہے۔'' ہاشم نے مختصراً جواب دیا۔

''گمنامی میں خودکشی کوئی کمال نہیں ہے۔'' اس نے بات شروع کی۔ ''اگر تم نے مرنا ہی ہے تو اس طرح سے مرو کہ ٹی وی میں بریکنگ نیوز چلے۔ کئی دن تک اخبارات میں

www.urdupalace.com

کوئی بیوہ ہو۔ ایمان سے زندگی بن جائے گی تیری۔ ایک نہیں دو ڈھونڈنا، ایک میرے لیے بھی۔'' یہ کہہ کر مٹھو اپنے گنجے سر کو کھجلانے لگا۔

''نہ اپنے پاس موبائل ہے، نہ گاڑی ہے، یہ کام میرے بس کا نہیں۔ اتنے پھکو آدمی سے تو کوئی 50 سالہ بیوہ بھی شادی نہیں کرے گی یار......اچھا یار میں چلا۔'' چائے کا کپ ایک طرف رکھا اور اپنے فلیٹ کی جانب چل دیا۔

اس رات اپنے بستر پر جاتے ہی اس نے کسی ایسے کام کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا جو کم پیسے سے شروع ہو اور جلد ہی منافع بخش کاروبار بن جائے مگر کافی سوچ بچار کے باوجود ایسا کوئی بھی کام اس کے ذہن میں نہ آسکا اور پھر وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

اگلے روز وہ جاگا تو سر میں شدید درد کا احساس ہوا۔ اس کے سرہانے ایک میز پر کچن کا مختصر سا سامان رکھا تھا۔ آج تو اس کی جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں تھی اور سر میں درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ وہ کچھ دیر تک یونہی لیٹا رہا پھر بغیر دودھ کے اس نے چائے بنائی اور معدے میں انڈیلنے کے بعد وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ نجانے کب تک وہ یونہی آوارہ گردی کرتا رہا۔ اس نے اپنی زندگی کا جائزہ لیا تو احساس ہوا کہ وہ تو اس دنیا میں بالکل بے قیمت آدمی ہے۔ نہ کوئی خونی رشتہ نہ کوئی چاہنے والا، نہ گھر، نہ کوئی بزنس سب زیرو۔ کیا فائدہ اس وجود کا۔ یہ سوچ کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا پھر یہ سوچنا شروع کیا کہ موت کا کون سا طریقہ سب سے آسان رہے گا پھر اس کو خیال آیا کہ قریب ہی ایک نہر بہہ رہی ہے جس کی گہرائی بارہ فٹ سے زیادہ ہے کیوں نہ پل پر کھڑے ہو کر اس میں چھلانگ لگائی جائے یہ سوچ کر اس نے نہر کا رخ کیا۔ پندرہ منٹ بعد وہ پل پر کھڑا تھا، اس کے نیچے نہر کا گدلا پانی رواں دواں تھا۔ اس نے آس پاس گزرتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھا۔ پھر وہ پل کے کنارے بنی ہوئی ریلنگ پر چڑھنے لگا۔ دو تین اسٹیپ چڑھنے کے بعد وہ خود کو نہر کے حوالے کرنے کے قریب تھا یکا یک کسی نے اس کو گدی سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اس کے سامنے ایک خوبرو نوجوان کھڑا تھا جو لگ بھگ پینتیس سال کا تھا۔ وہ ہاشم کو تقریباً گھسیٹتا ہوا اپنی گاڑی تک لایا اور اس کو اگلی سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

ہاشم کے لیے یہ سب غیر متوقع تھا۔

''خودکشی کا پروگرام تھا کیا؟'' نوجوان نے اس کی طرف ایک نظر دیکھ کر سوال کیا۔

''جی ہاں، مگر تم نے مجھے کیوں روکا؟'' ہاشم نے پوچھا۔

''روکا نہیں، کچھ مہلت دی ہے۔ تم ٹھیک کر رہے تھے یہ دنیا واقعی رہنے کے قابل نہیں مگر مرنے سے پہلے ایک کام کرتے جاؤ۔ میں اس کام کے بدلے تمہیں تین دن تک تمہاری مرضی کی زندگی گزارنے کا موقع دوں گا۔ اس تین دن میں تم بے شک لاکھوں روپے خرچ کر ڈالو، مجھے کوئی پروا نہیں ہوگی۔ چوتھے دن تم میرا ایک خاص کام کرو گے اس کے بعد موت خود بخود تمہارے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔ اگر میں تمہیں بروقت نہ بچاتا تو اس وقت تم کئی فٹ گہرے پانی میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہوتے، میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟''

''جی، بالکل ایسے ہی ہو رہا ہوتا۔'' ہاشم نے جواب دیا۔ اجنبی دوبارہ گویا ہوا۔

''تمہارا لباس، تمہارے جوتے اور تمہاری شکل بتا رہی ہے کہ خودکشی کی وجہ تمہاری غربت ہے، ہے ناں یہی بات؟'' اجنبی نے سوال کیا۔

''جی بالکل یہی بات ہے۔ جب مجھے اپنے اور گلی میں گھومنے والے کتّے میں کوئی فرق نظر نہیں آیا تو میں نے موت کو گلے لگانے کا فیصلہ کر لیا۔''

نوجوان کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔ ''مجھے رضوان کہتے ہیں اور میں اس ملک کی ایک بہت بڑی ماڈل گرل کا خاوند ہوں، یہ گاڑی اسی کی دی ہوئی ہے۔ ابھی میں تمہیں ایک عالی شان محل میں لے جاؤں گا وہ بھی اسی کا خریدا ہوا ہے۔ تم اگر گلی میں گھومنے والے کتّے ہو تو میں اس کی زنجیر سے بندھا ہوا بگل ڈاگ ہوں۔ ہم دونوں ایک جیسے ہیں ہاہاہا۔''

وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔ پھر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاشم کو ایک نظر دیکھا پھر اپنی نظریں ونڈ اسکرین پر لگا دیں اور بولا۔ ''کتنے دنوں سے کھانا نہیں کھایا تم نے؟''

''آج دوسرا دن ہے۔'' ہاشم نے مختصراً جواب دیا۔

''گمنامی میں خودکشی کوئی کمال نہیں ہے۔'' اس نے بات شروع کی۔ ''اگر تم نے مرنا ہی ہے تو اس طرح سے مرو کہ ٹی وی میں بریکنگ نیوز چلے۔ کئی دن تک اخبارات میں

www.urdupalace.com

معاملے کو اتنا پُراسرار نہ بناؤ جو کہنا ہے کھل کے کہو۔''
رضوان نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔''چوکیدار کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ میرے علاوہ کوئی اور بھی ہے کیونکہ اس نے تمہیں نہیں دیکھا۔ تم آہستہ بات کرو، وہ ابھی آتا ہی ہوگا۔''
ہاشم خاموش ہو کر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ سامنے دیوار پر بڑا سا ٹی وی لگا ہوا تھا اور دیگر دیواروں پر خوب صورت پینٹنگز آویزاں تھیں۔ فرنیچر بہت قیمتی تھا۔ کافی دیر تک ان دونوں کے درمیان مزید کوئی بات نہیں ہوئی۔
تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ رضوان نے ہاشم کو دروازے کے پیچھے چھپنے کا اشارہ کیا اور دروازہ کھول دیا۔
''یہ لیں صاحب سگریٹ اور یہ بقایا پیسے۔'' چوکیدار تعظیم سے بولا۔
''رکھ لو چاچا، یہ پیسے تم رکھ لو۔'' رضوان نے ملائمت سے کہا۔ چوکیدار سلام کر کے جانا ہی چاہتا تھا کہ رضوان نے اس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ رک کر رضوان کو دیکھنے لگا۔
''چاچا اس دفعہ تم گاؤں نہیں گئے، دو تین ماہ تو ہو گئے ہیں تمہیں گئے ہوئے۔'' چوکیدار نے مسکین سی صورت بنا کر رضوان کو دیکھا پھر بولا۔
''صاحب جی کم از کم تین دن کی چھٹی ملے گی تو میں جاؤں گا اور بی بی جی اتنی لمبی چھٹی کہاں دیتی ہیں۔''
رضوان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور قریب آ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ ''چاچا ابھی نو بجے ہیں تم یوں کرو اپنا ضروری سامان لے کر گاؤں چلے جاؤ۔ دس بجے والی ٹرین تمہیں مل جائے گی۔ مزے سے تین چار دن گزارو۔''
چوکیدار نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا۔
''مگر صاحب جی میڈم......''
رضوان نے درمیان میں بات کاٹ کر کہا۔ ''میڈم کی فکر مت کرو، میں کہہ دوں گا کہ تمہارے گاؤں سے ایمرجنسی فون آ گیا تھا۔ اس لیے میں نے اسے دو دن کی چھٹی دی ہے۔ جاؤ شاباش، اتنی خدمت کرتے ہو اتنا تو حق ہے تمہارا۔''
چوکیدار سلام کر کے چلا گیا۔
رضوان نے کمرے میں آ کر دروازہ بند کر دیا۔ ہاشم بھی دوبارہ صوفے پر آن بیٹھا۔ دونوں جانب سے خاموشی رہی پھر رضوان گویا ہوا۔
''ملیحہ خان کا نام تم نے سنا ہوگا مشہور ماڈل اور ڈراما آرٹسٹ ہے۔''
''ہاں سنا تو ہے اس کے ڈرامے بھی دیکھے ہیں۔'' ہاشم نے جواب دیا۔
''ملیحہ خان میری بیوی ہے۔'' رضوان نے اطمینان سے جواب دیا۔ ''ایک وقت تھا جب ایڈورٹائزنگ کمپنیوں کی خوشامدیں کر کر کے اور ڈراما پروڈیوسروں کے تلوے چاٹ چاٹ کر تھوڑا بہت کام حاصل کر لیتی تھی۔ میں نے اس کے بُرے دنوں میں اسے سہارا دیا۔ اپنی ساری جمع پونجی بیچ کر ایک سیریل میں پیسا لگا کر اس کو ہیروئن بنایا اب جبکہ وہ اس ملک کی ٹاپ کی ماڈل بن چکی ہے وہ مجھ سے دامن چھڑانے کے بہانے ڈھونڈ رہی ہے۔ اس کی خاطر میں نے باپ سے لڑ جھگڑ کر اپنے حصے کی زمینیں بیچ کر سارا پیسا اس کی سیریل پر لگا دیا۔ گھر والے مجھے دھتکار چکے ہیں اور اب ملیحہ مجھے آنکھیں دکھا رہی ہے۔''
''مگر کیوں؟ وہ تم سے دامن کیوں چھڑانا چاہتی ہے؟'' ہاشم نے سوال کیا۔
رضوان نے ٹھنڈا سانس لیا اور بولا۔ ''آج کل اس کی یاری ایک نئے پروڈیوسر کے ساتھ ہے۔ وہ امریکا سے پروڈکشن کا کورس کر کے آیا ہے اور انٹرنیشنل لیول پر کوئی فلم بنانا چاہتا ہے۔ ملیحہ مکمل طور پر اس پر مرمٹی ہے اور وہ کئی بار مجھ سے الجھ چکی ہے۔ میرے بغیر ایک پل نہ رہنے والی اب پچھلے کئی دنوں سے اس کے بنگلے میں رہائش پذیر ہے۔ اگر اس نے مجھ سے خلع لے لیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا کیونکہ میرے پاس تو اب کچھ نہیں رہا۔'' یہ کہہ کر وہ خلاؤں میں گھورنے لگا۔
''تم اس سے اپنی زمینوں والے پیسوں کا تقاضا تو کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ یہ بنگلا اور گاڑی تمہیں دے دے۔'' ہاشم نے تبصرہ کیا۔
''وہ لالچی اور خودغرض عورت ہے۔ وہ اس فلم ساز کو بھی تگنی کا ناچ نچائے گی جو آج اس کی زلفوں کا اسیر بن چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ملیحہ آج رات آئے کیونکہ اس کی جیولری یہاں رکھی ہے۔ میرے میسج کے جواب میں اس نے آنے کا ذکر تو کیا تھا۔'' یہ کہہ کر وہ ریموٹ سے مختلف چینل بدلنے لگا۔
''لیکن تم مجھے کس لیے یہاں لائے ہو، میں تو ایک بیکار سا انسان ہوں، اس سارے معاملے سے میرا کیا تعلق ہے یار۔'' ہاشم حیرت سے بولا۔
''تعلق ہے۔'' رضوان نے جواب دیا۔ ''اس سے

www.urdupalace.com

پہلے کہ وہ مجھ سے طلاق کا مطالبہ کرے اور میرے انکار کی صورت میں خلع حاصل کر لے میں اس کو ٹھکانے لگا دوں گا اور اس کو تم قتل کرو گے۔ قتل کے بعد ایسے ثبوت چھوڑو گے جس سے پولیس سیدھا تم تک پہنچ جائے اور تمہیں گرفتار کر لے۔ تم تو ویسے ہی خودکشی کرنا چاہتے ہو۔ گمنامی میں خودکشی کرو گے تو کیا ملے گا۔ ایک مشہور و معروف ماڈل گرل اور ایکٹریس کو قتل کرو گے تو پاکستان کیا دنیا بھر کا میڈیا تمہیں ہاتھوں ہاتھ لے گا۔'' پھر وہ خاموش ہو کر ہاشم کے چہرے پر اپنی باتوں کا ردِعمل دیکھنے لگا۔

''میں خودکشی تو کر سکتا ہوں مگر قتل نہیں کر سکتا۔'' ہاشم نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''وہ بھی اس عورت کا قتل جس نے میرا کچھ نہیں بگاڑا۔'' یہ کہہ کر ہاشم خاموش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے اس موضوع پر کچھ دیر بعد بات ہوگی۔ میں کوئی اور راستہ نکالوں گا مگر اس کو راستے سے تو ہٹانا ہے۔'' یہ کہہ کر رضوان نے ریموٹ سے ٹی وی آف کر دیا۔

☆☆☆

ملیحہ خان جب نواز شاہ کی لمبی سی کار سے اتر کر اسٹوڈیو میں داخل ہوئی تو اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ نواز شاہ اپنی نئی فلم کا افتتاحی سین کر رہا تھا۔ وہ امریکا سے ہدایت کاری کا کورس کر کے آیا تھا اور اپنی ہزاروں کنال زمین کا کچھ حصہ بیچ کر ایک مہنگے بجٹ کی فلم بنا رہا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے ملیحہ سے رابطہ کیا اور بھاری معاوضے پر اس کو سائن کر لیا۔ جوں جوں دن گزرتے گئے وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آتے گئے یہاں تک کہ دونوں نے مستقبل کے پلان بھی بنا لیے تھے۔ نواز شاہ دل و جان سے اس پر مرمٹا تھا اور رضوان سے طلاق لینے پر بھی اس کو راضی کر چکا تھا۔

افتتاحی سین فلم بند کرانے کے بعد جب وہ نواز شاہ کے ساتھ اسٹوڈیو سے نکل کر گاڑی میں بیٹھی تو رات کے بارہ بج رہے تھے۔ تھکن سے اس کا سر دکھ رہا تھا۔

''خاموش کیوں ہو؟'' نواز شاہ نے ونڈ اسکرین سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر درد کر رہا ہے۔'' وہ ماتھے کو مسلتے ہوئے بولی۔

''کہیں رضوان کی محبت تو پاؤں کی زنجیر نہیں بن رہی اسی لیے ٹینشن سے سر میں درد ہو گیا ہو۔'' نواز شاہ نے قدرے طنزیہ انداز میں مگر مسکرا کر کہا۔

''فضول باتیں مت کرو، میں اس سے طلاق لینے کا پکا فیصلہ کر چکی ہوں۔ وہ نکما آدمی میری کمائی پر عیش کر رہا ہے۔''

''آج اس کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دو۔ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے۔'' یہ کہہ کر نواز شاہ نے گاڑی کو ملیحہ کے گھر جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔

☆☆☆

دروازے پر دستک ہوئی پھر چوکیدار کی آواز سنائی دی۔ ''صاحب جی میں جا رہا ہوں گیٹ بند کر دیں اور ہاں ابھی میڈم نے فون کیا ہے، وہ ایک گھنٹے تک آ جائیں گی۔''

''ٹھیک ہے تم جاؤ۔'' رضوان نے جواب دیا۔

''صاحب جی میڈم کو آپ خود بتا دینا کہ میری مجبوری تھی گاؤں سے فون آ گیا تھا۔'' چوکیدار منمنایا۔

''ہاں یار بتا دوں گا، تم جاؤ۔'' رضوان نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ غراتے ہوئے کہا۔

''چوکیدار کو فون کر کے اپنے آنے کی اطلاع دے رہی ہے۔ مگر مجھے میسج تک نہیں کیا اُس نے۔'' آخر میں ایک موٹی سی گالی دی، پھر وہ باہر چلا گیا اور ایک پستول لے آیا اور اسے لہراتے ہوئے بولا۔ ''ملیحہ خان تمہارا کھیل میں اپنے ہاتھ سے ختم کروں گا۔ جس سنگ مرمر کو تراش کر میں نے بت بنایا آج اسی بت کو اپنے ہاتھ سے توڑوں گا۔'' پھر وہ ہاشم سے مخاطب ہوا۔

''تمہیں صرف ایک کام کرنا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے پستول کے میگزین سے تمام گولیاں نکال لیں اور خالی پستول ہاشم کے ہاتھ میں تھما کر بولا۔ ''آؤ میرے ساتھ۔'' ہاشم اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ کمرے سے نکل کر رضوان رک گیا اور بولا۔ ''یہ پستول تمہارے ہاتھ میں ہے، تم لان کے راستے سے گیٹ تک جاؤ پھر دبے قدموں چلتے ہوئے کار پورچ کے راستے یہاں آ جاؤ اس طرح کہ سی سی ٹی وی کیمرا تمہاری ریکارڈنگ کر سکے۔ مطلب تمہاری ویڈیو بن سکے، تمہارے آنے کا انداز ایسا ہو کہ تمہارا پستول والا ہاتھ صاف نظر آئے۔ بس اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا، میں تمہیں ایک معقول رقم دوں گا، جاؤ۔''

''یعنی کہ قتل تم کرو گے اور پکڑا میں جاؤں گا۔ میں تو پھر اس قتل میں برابر کا شریک ہو جاؤں گا۔'' ہاشم دلیل دینے والے انداز میں بولا۔

''ابے او گھامڑ اپنی فضول دلیل اپنے پاس رکھ، یہ جو تو خودکشی کر رہا تھا، وہ کیا تھا اور یہاں سے اگر تو یہ کام کیے بغیر واپس چلا جائے گا تو اور کتنے دن جی پائے گا۔ نہ

www.urdupalace.com

روزگار، نہ رہائش، نہ کوئی سہارا۔ تو نے پھر خودکشی ہی کرنی ہے۔ میں تجھے اس چھوٹے سے کام کے ایک لاکھ روپے دے رہا ہوں اور کیا پتا پولیس تجھ تک پہنچ ہی نہ پائے۔ اس ایک لاکھ سے تو کوئی بھی کاروبار کر سکتا ہے۔ بول کیا کہتا ہے۔ اگر نہیں کرنا تو ابھی اسی وقت واپس چلا جا۔ گیٹ کھلا ہوا ہے۔''

ہاشم کی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے نوٹ بکھرنے لگے۔ اس نے پستول کو غور سے دیکھا اور رضوان کی ہدایت کے مطابق ایکٹ کر کے واپس آ گیا۔ رضوان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے ہاشم کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور ایک اور کمرے میں جا گھسا دو تین منٹ بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں پانچ ہزار والے بیس نوٹ تھے جو اس نے ہاشم کے ہاتھ میں تھما دیے۔

''اب تم جاؤ اس ڈرامے میں تمہارا کردار اب ختم۔ ویسے ضروری نہیں کہ میں اس کو قتل کروں، آج رات اسے منانے کی کوشش کروں گا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھ سے طلاق لینے کا خیال دل سے نکال دے۔ اس طرح وہ زندہ رہ پائے گی۔ آج کی رات تو مذاکرات ہوں گے۔ موت یا زندگی کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ وہ آنے والی ہوگی۔ اب تم یہاں سے جا سکتے ہو۔''

ہاشم نے پیسے جیب میں ڈالے اور رضوان کی ہدایت کے مطابق لان کے راستے گیٹ تک پہنچا اور باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد رضوان نے اطمینان کی سانس لی۔ قتل سے پہلے وہ قتل کا ثبوت حاصل کر چکا تھا۔ ایسا ٹھوس ثبوت جو ہاشم کو تختۂ دار تک پہنچا سکتا تھا۔ اب وہ بے چینی سے ملیحہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

رات دس بجے کے قریب بیل بجی۔ وہ کمرے سے نکل کر گیٹ پر آیا۔ ملیحہ گیٹ پر کھڑی تھی، اس نے نواز شاہ کو پیار سے الوداع کہا اور اندر داخل ہو گئی۔ رضوان نے جب ملیحہ کے ساتھ نواز شاہ کو دیکھا تو اس کا پارا چڑھ گیا مگر خاموش رہا۔ ملیحہ جو کہ رضوان کے بنا ایک پل نہیں رہ سکتی تھی آج کئی دن کی غیر حاضری کے بعد جب گھر پہنچی تو اس نے رضوان کا حال تک نہ پوچھا۔ وہ اندر سے تلملا کر رہ گیا۔ نفرت کی ایک لہر سی اس کے دل میں اتر گئی۔ اس نے کچھ دیر انتظار کیا کہ شاید وہ اس کا حال پوچھے مگر وہ بدستور سرد رویے کے ساتھ سامنے صوفے پر بیٹھ کر کانوں کے جھمکے اتار رہی تھی۔

''گھر کی یاد آ گئی تمہیں؟'' بالآخر رضوان نے بات

مجبوری

وکیل استغاثہ نے خاتون سے کہا۔

''سڑک پر ایک طرف دو آدمی جا رہے تھے، دوسری طرف بڑا ہجوم تھا...... اگر تمہاری گاڑی کے بریک خراب ہی ہو گئے تھے تو تمہیں گاڑی کو ان دونوں کی طرف موڑ لینا چاہیے تھا تا کہ زیادہ لوگ ہلاک یا زخمی نہ ہوں...... تم نے ہجوم پر گاڑی کیوں چڑھائی...... بتاؤ...... جواب دو؟''

''میں نے گاڑی ان دونوں کی طرف ہی گھمائی تھی۔'' عورت نے روہانسی آواز میں کہا۔ ''میری گاڑی کا رخ دیکھتے ہی وہ دونوں بدمعاش چیختے چلاتے ہوئے بھیڑ میں گھس گئے اور مجھے مجبوراً......!''

بات ادھوری رہ گئی کیونکہ خاتون نے اچانک رونا شروع کر دیا تھا......

کراچی سے سعدیہ علوی کا عذر

www.urdupalace.com

شروع کی۔
”میں طنز سننے کے موڈ میں نہیں ہوں، بہت تھک چکی ہوں کل بات ہوگی۔“ یہ کہہ کر وہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔
رضوان ٹھنڈی سانس لے کر صوفے پر جا بیٹھا۔

☆☆☆

ہاشم جب اپنے گھر پہنچا تو رات کے بارہ بج رہے تھے۔ ایک لاکھ روپے اس نے اپنی جرابوں میں چھپا رکھے تھے۔ ان روپوں نے اس کے دل میں جینے کی امنگ پیدا کر دی تھی مگر اس کو رہ رہ کر یہ احساس پریشان کر رہا تھا کہ اگر رضوان نے ملیحہ کو قتل کر دیا تو سی سی ٹی وی میں اس کی ریکارڈنگ جلد ہی اس کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے لے جائے گی اور کم از کم عمر قید یا پھانسی کی سزا اس کا مقدر ہوگی۔ وہ پولیس سے بچنے اور ان روپوں سے کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کرنے کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس دوران اس کے تمام روم میٹ باری باری اپنے کاموں سے واپس آ چکے تھے۔ وہ نیند کی آس پر اپنے بستر پر کروٹیں بدلتا رہا۔ اس کی جرابوں میں پڑے ہوئے نوٹ اس کو زندگی سے محبت کی جانب لے جا رہے تھے اور رضوان کے گھر میں اس کے ناکردہ گناہ کا ثبوت اس کو موت کی جانب لے جا رہا تھا۔ اسی کشمکش میں اس کو نیند آ گئی۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد ملیحہ شب خوابی کے لباس میں اندر داخل ہوئی۔
”تم کچھ سننے کے موڈ میں نہیں ہو مگر میں بہت کچھ کہنے کے موڈ میں ہوں۔“ وہ اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے بولا۔
”جی فرمائیے۔“ ملیحہ نے بیڈ پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔
”فرمانا یہ ہے کہ اس نئے چھوکرے کے ساتھ مجھے تمہارا یہ میل ملاپ بالکل پسند نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ تمہارا تعلق شوبزنس سے ہے جہاں اس قسم کے میل جول لازمی ہوتے ہیں مگر یہ میل جول کاروباری نہیں لگ رہا۔ تم دو تین دن تک مسلسل اس کے پاس رہی ہو۔ دنیا کا کوئی بھی مرد اس قسم کے میل جول کو برداشت نہیں کر سکتا۔“
ملیحہ نے کچھ دیر تک اس کو دیکھا پھر آرام سے بولی۔
”رضوان اگر تمہیں برداشت نہیں ہوتا تو مجھے چھوڑ دو، ویسے بھی اب مجھے انٹرنیشنل پروجیکٹ مل چکا ہے۔ میں اب پاکستان میں کم ہی نظر آؤں گی۔“
”تمہارے تیور کافی بدلے بدلے سے ہیں۔ لگتا ہے پورا اسکرپٹ لکھا ہے تم نے اور تمہارے نئے یار نے۔ کیا اس کو کنگال کرنے کے بعد کوئی تیسرا تلاش کرو گی۔“
”شٹ اپ!“ ملیحہ اسے ڈانٹتے ہوئے بولی۔
”یو شٹ اپ۔“ وہ دہاڑا۔
”کیا...... !تم نے مجھے گالی دی۔ اب اگر تم نے ایسا کوئی لفظ منہ سے نکالا تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔“ وہ غراتے ہوئے بولی۔
رضوان شعلہ بار نگاہوں سے اس کو دیکھتا رہا پھر دانت پیستے ہوئے بولا۔ ”جو دل میں ہے کہہ دو، کیا چاہتی ہو تم؟“
”مجھے طلاق چاہیے۔“ اس نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔
”اور اگر میں طلاق نہ دوں تو؟“ رضوان نے سوال کیا۔
”تو میں عدالت چلی جاؤں گی۔ خلع تو مل جائے گا ناں۔“
رضوان نے سرد آہ نکالی۔ ”ٹھیک ہے جب تم تعلق توڑنے پر آمادہ ہو ہی گئی ہو تو پھر مجھے حساب کتاب بھی کر لینے دو۔“
”کیسا حساب کتاب؟“ اس نے سوال کیا۔
”پانچ سال پہلے جب تم ایک ایک پروڈیوسر کے در پر حاضری دیتی تھیں۔ حتیٰ کہ ظہیر جیسے تھرڈ کلاس پروڈیوسر کی ہر خواہش پوری کی تب بھی اس نے تمہیں اپنے ڈرامے میں چند لائنوں کا کردار دیا۔ یہ میں تھا جس نے اپنے حصے کی زمین اونے پونے بیچ کر سیریل میں سرمایہ کاری کر کے تمہیں ہیروئن بنایا۔ کچھ یاد ہے ناں تمہیں۔“ رضوان اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔
”ہاں، تو کون سا مجھ پر احسان کیا۔ وہ تو تم نے سرمایہ کاری کی تھی۔“ ملیحہ بے پروائی سے بولی۔
”اس زمانے میں تیس لاکھ کی زمین بیچی تھی۔ آج اس کی قیمت پچاس لاکھ سے اوپر ہے۔ مجھے پچاس لاکھ ادا کر دو، میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ یاد رہے کہ میں طلاق دینے کا معاوضہ طلب نہیں کر رہا بلکہ اپنا وہ پیسا مانگ رہا ہوں جو میں نے تمہیں بلندی پر پہنچانے کے لیے لگایا تھا۔ تم اس کو سرمایہ کاری کہو یا جو دل چاہے سمجھو۔“
”میرے پاس اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ اگر ہوتی بھی تو میں نہ دیتی۔ تم اگر چاہو تو سیف میں میری دس لاکھ کی جیولری پڑی ہے وہ لے لو۔ گاڑی بھی لے جا سکتے ہو۔ دونوں کی موجودہ قیمت اٹھارہ بیس لاکھ ہوگی۔“
”تم مجھے یہ گھر دے دو۔“ رضوان آرام سے بولا۔
”میں سمجھوں گا کہ میں نے زمین بیچ کر گھر خرید لیا۔ تم سے

www.urdupalace.com

جدا ہو کر مجھے واپس اپنے گاؤں ہی جانا ہے۔ ماں باپ کے سامنے کچھ تو بھرم رہ جائے گا۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ ایک کروڑ کی کوٹھی تمہیں کس خوشی میں دے دوں۔ یہ میری محنت کی کمائی ہے۔" ملیحہ کا لہجہ کافی سخت تھا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔" رضوان نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"طلاق تو تمہیں دینی ہوگی۔ میں اب تمہارے ساتھ ایک پل نہیں رہ سکتی۔ اگر تم نے طلاق نہ دی تو میرے لیے عدالت کا راستہ کھلا ہے۔ کچھ مدت تو لگے گی مگر تم سے جان چھوٹ جائے گی۔" یہ کہہ کر ملیحہ کروٹ بدل کر سو گئی۔ ہاشم کی آنکھوں میں نفرت کی ایک بجلی سی کوندی اور اس نے میز کی دراز سے ریوالور نکال کر ملیحہ پر تان لیا۔ وہ دوسری طرف منہ کیے لیٹی تھی۔ چند ثانیے بعد سائلنسر لگے پستول سے یکے بعد تین گولیاں نکلیں اور ملیحہ کی کھوپڑی میں پیوست ہو گئیں۔ اس نے زیادہ حرکت نہ کی اور ساکت ہو گئی۔ رضوان نے وہاں پر اپنی موجودگی کے ثبوت ختم کیے، ریوالور سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کیے اور گیٹ کھول کر ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد قریبی پولیس اسٹیشن روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر اس نے بیان دیا کہ وہ جب گھر میں داخل ہوا تو گیٹ کھلا ہوا تھا اور ملیحہ مردہ حالت میں پڑی تھی۔ پولیس نے اس کا بیان ریکارڈ کیا اور انسپکٹر نے چند سپاہیوں کو رضوان کے گھر روانہ کر دیا۔

☆☆☆

ملیحہ کے قتل کی خبر اگلے دو تین گھنٹوں بعد تمام چینلز پر بریکنگ نیوز کے طور پر نشر ہونے لگی۔ ہر چینل کے نیوز روم میں مختلف انداز سے ملک کی مایہ ناز فنکارہ کی زندگی اور اس کی موت پر بات چیت ہونے لگی۔ اگلے روز کے اخبارات بھی چھوٹی بڑی سرخیوں کے ساتھ اسی خبر کو اچھال رہے تھے ساتھ ہی نامعلوم قاتل کا ذکر بھی ہوتا رہا۔

ہاشم نے اپنے کمرے میں رکھے ہوئے ٹی وی پر جب یہ خبر دیکھی تو اس کے دل پر ایک گھونسا سا لگا۔ اس نے دل میں سوچا اگر وہ پولیس کو بروقت اطلاع دے دیتا تو اتنا بڑا سانحہ نہ ہوتا مگر ایک لاکھ روپے نے اس کی آواز کو بند کر دیا تھا۔ اس کے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی۔ اس رقم کے آتے ہی اس نے خودکشی کا خیال دل سے نکال دیا تھا۔ اب ہر لمحے اس کو یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ سی سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج بہت جلد پولیس کے ہاتھ لگ جائے گی اور قانون کا پھندا اس کے گلے میں پڑ جائے گا۔ اپنے کمرے کے باہر ہونے والی ہر آہٹ پر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی تھی مگر دو دن گزرنے کے باوجود پولیس اس کو گرفتار کرنے نہ آئی۔ مگر وہ جانتا تھا کہ پولیس کے پاس اس کا ایڈریس نہیں ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے وہ اس کو نہ ڈھونڈ سکے پھر اس نے وہ شہر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اگلے تین چار دنوں تک وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی محدود رہا، اس دوران اس نے شیو بھی بڑھا لی تھی پھر ایک رات اپنا مختصر سامان ایک بیگ میں ڈال کر کسی دور افتادہ علاقے میں جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ وہ کسی دور دراز کے گاؤں جا کر نئے سرے سے اپنی زندگی شروع کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ اپنے گھر سے نکلا تو رات کے دس بج رہے تھے۔ گھر سے نکلتے ہی اس نے ریلوے اسٹیشن کا رخ کیا اور جو گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی تھی اسی میں جا کر بیٹھ گیا۔

☆☆☆

اگلے روز پولیس نے رضوان کو گرفتار کر لیا۔

کار پورچ والا کیمرا پچھلے کئی دنوں سے خراب پڑا ہوا تھا۔ رضوان کی کیمرے میں غیر معمولی دلچسپی اور پھر کیمرے کی خرابی پر اس کے بدلتے ہوئے تاثرات پر انسپکٹر چوکنا ہو گیا تھا۔ کیمرے میں ہاشم کی ریکارڈنگ نہ ہو سکی تھی مگر یہ تمام ثبوت رضوان کی گرفتاری کے لیے ناکافی تھے۔

ہوا یوں کہ جب چوکیدار ریلوے اسٹیشن پہنچا تو گاڑی لیٹ تھی اسی دوران ملیحہ کا فون آ گیا جس نے اس کو واپس ڈیوٹی پر آنے کا حکم دیا۔ جب چوکیدار گھر کے گیٹ پر پہنچا تو اندر سے رضوان اور ملیحہ کے لڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ ابھی گیٹ کے قریب ہی تھا کہ تیزی سے رضوان باہر نکلا جو اندھیرے میں کھڑے ہوئے چوکیدار کو نہ دیکھ سکا۔ اس کے جانے کے بعد جب چوکیدار گھر میں گھسا تو بیڈ روم میں ملیحہ کی تازہ دم لاش پڑی تھی۔ وہ گھبرا کر بھاگ گیا مگر پولیس اس کے گاؤں جا پہنچی اور اس کو گرفتار کر کے تھانے لے گئی۔ انسپکٹر کو اس بات پر سخت حیرانی تھی کہ رضوان نے گھر کے تیسرے فرد یعنی چوکیدار پر قتل کا شک ظاہر نہیں کیا تھا۔ پولیس کو اس نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا تھا جس میں چوکیدار کو بھی مشکوک ٹھہرایا ہو۔ دو چار تھپڑ کھانے کے بعد چوکیدار نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ نتیجے میں پولیس نے رضوان کو قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا۔ چوکیدار کی بے وقت واپسی نے رضوان کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا تھا۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com